Migration Letters

Volume: 21, No: S9 (2024), pp. 1558-1568

ISSN: 1741-8984 (Print) ISSN: 1741-8992 (Online)

www.migrationletters.com

Maulvi Azizuddin Aziz : The Official Poet Of Bahawalpur State

Ismat Durrani[1] , Anjum Tahira[2]

Abstract

Maulvi Azizuddin Aziz was a trusted member of Nawab Bahawalpur Sadiq Muhammad Khan. He was a man of many talents. His forte was Tarikhgoi: the art of composing stanza/s showing the year of an event. Apart from this, he was a calligrapher, a court poet and a Mufti. He was dubbed Yaqoot Raqm by the Nawab for his wonderful works in calli[1]graphy. This article presents the life and works of the poet. Aziz wrote tarikh for the mosques were built in the time of Nawab. These mosques still contain the calligraphic works of the calligraphy. Aziz invited Maulana Khalil Ahmed Saharanpuri and spent twelve years there to head the Madresa Arabia of Bahawalpur. During these years, Maulana Saharanpuri had written Hidayaatur Rasheed ila Aqwamul Hind.

Key Words: *Maulvi Azizuddin Aziz, the art of Tarikhgoi, Yaqoot Raqm, Hidayaatur Rasheed ila Aqwamul Hind.*

Introduction

نواب بہاول پور صادق محمد خان رابع (۱۸۷۱-۱۸۹۹ء) کے معتمد ، درباری شاعر، مفتی اور سرکاری خوش نویس و خطاط مولوی عزیز الدین متخلص بہ عزیز (1) اس کے بعد صرف عزیز دسمبر ۱۸۴۱ء میں گوجرانوالہ کے مشہور قصبہ قلعہ دیما رسنگھ میں ایک متوسط طبقے کے علم دوست جنجوعہ خاندان میں مولوی محمد حسن کے گھر پیدا ہوئے ۔ اپنے والد ماجد سے ابتدائی درسی کتب پڑھنے کے بعد مولانا غلام رسول (وفات: ۱۲۹۱ھ) کے صفحہ درس میں شامل ہو گئے۔ فراغت کے بعد مزید تحصیل کی فرض سے دہلی اور لکھنو کا رخ کیا۔ تاریخ گوئی کا ملکہ فطری تھا۔ ہندوستان میں رہ کر علم جفر میں بھی کمال حاصل کر لیا۔ دینی علوم شغف تھا ۔ خطاطی اور خوش نویسی اپنے خاندان سے ورثہ میں پائی تھی مشہور ہے کہ ان کے دادا مولانا ہدایت اللہ نے حضرت خضر سے اصلاح پائی تھی (منظور حسن ستمبر ۱۹۶۲ء ص: ۱۸) مولوی سید احم حسن ستمبر ۱۹۶۲ء ص: ۱۸) مولوی سید احمد میمن آبادی اور عزیز خوش نویسی میں ہم مکتب و ہم عصر تھے ۔ فارغ التحصیل ہو کر لاہور آئے ۔ لاہور میں ان دنوں امام وی دی فن خطاطی میں اپنا سکہ منور ہے تھے۔ چنانچہ وہاں مولانا ویردی سے خطاطی کے مقابلے شروع ہو گئے ۔ ان دنوں نواب صادق محمد خان رابیع کی ادب نوازی اور علم دوستی اور دریا دلی کا شہر بن کر اصحاب علم یہاں کا رخ کر رہے تھے عزیز بھی قسمت آزمائی کو بہاول پور آگئے اور جلد ہی اپنی خوش نویسی کے باعث انہیں عدالت کے اہل کاروں میں جنگل گئی۔ لیکن جوں جوں عزیز کے جو ہر کھلتے گئے ، ان کی شاعری علم جفر فہین تاریخ گوئی اور علمی تھر کے چرچے ہوتے گئے، اور جلد ہی نواب صاحب کے درباری شاعر مقرر ہوئے اور ان کے معتمد مصاحبوں میں شامل ہو کر یہیں کے ہو رہے (محمد اقبال جاوید، محمد اکرم رضا ص: ۵۸۴) ۔ نواب صاحب کے بھائی صاحبزادہ شیخ شیر عرف حاجی خان (۱۸۹۳-۱۹۵۱ء) کے اتالیق بھی رہے (عزیز ، ۱۹۳۹ ص: ۳۹) ۔ عزیز کا قد میانہ، بدن چھریرا ، سینہ چوڑا ، چہرہ کول ، رنگ گندمی اور داڑھی مقطع تھی جس میں مہندی کے رنگے بال بھی شامل تھے، اور پنجابی انداز سے سفید دستار باندھا کرتے تھے (منظور حسن ، ستمبر ۱۹۶۲ پس : ۱۶) مولانا عزیز الرحمان عزیز (۱۸۷۳-۱۹۴۴ء) نے انہیں ” جامع فنون کیا ہے اوران کے حالات یوں لکھتے ہیں:

[1]Professor/Chairperson Department of Persian Language & Literature The Islamia University of Bahawalpur.
[2]Associate Professor in Persian, Former Director DFDI Lahore College for Women University Lahore.

> "گجر انوالہ پنجاب کے ایک علمی خاندان کے قابل فرد تھے۔ خوشنویس ، عالم ، شاعر، مؤرخ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلی درجے کے جلد ساز بھی تھے۔ ادائی چوٹی میں تلاش روزگار کے لیے ریاست بہاول پور آئے ۔ پہلے خان پور میں نا ظم میر محمد خان کے دفتر میں امید وار ہوئے ۔ اپنی خوش قلمی کے باعث ہر دلعزیز ہو گئے۔ ایک مہر کا جمہ بہ با لکل درست اتارنے کے باعث ناظم خان پور کی نظر میں مشتبہ ہو گئے اور واپس بہاول پور آ گئے۔ یہاں صاحب بہادر پریٹیکل ایجنٹ ریاست کے دفتر میں ملازم ہو گئے اور رفتہ رفتہ اپنے کمالات کی وجہ سے نائب سرشتہ داری کے منصب پر پہنچ گئے مولانا عزیز بعد ازین صادق الاخبار کے ایڈیٹر اور سر کاری مطبع صادق الانوار" کے قائم مقام سپرنٹنڈنٹ بھی رہے۔ ایک جعلی چیک بنانے کی پاداش میں سنایاب ہو کر بہاول پور جیل میں پہنچے۔ جیل کی زندگی نہایت مرتاضانہ رہی ۔ اس جگہ انہوں نے ایک خوش خط گلستان لکھی۔ اور نواب صادق محمد خان رابع نے ان سے کمال پر رحم فرما کر ان کو نہ صرف قید سے رہائی بخشی بلکہ ان کو جامع مسجددولت خانہ کا امام بھی بنا دیا ۔ اسی ملازمت میں عمر بسر کی ۔" (عزیز ، نومبر ۱۹۴۴ء ص:۷)

نواب صاحب کی بیگم خیر النساء معروف به کانمن خاتون، (وفات: ۱۳۱۲ / ۱۸۹۸ء) کو جنہیں نواب صاحب کے مزاج میں خاص دخل تھا۔ عزیز سے خاص عقیدت تھی۔ وجہ یہ تھی کہ ایک زمین دار گھرانے سے تعلق رکھنے والی گا ضمن خاتون شاہی حرم میں آنے سے قبل کسی مقدمے میں ماخوذ ہو کر بہاول پور کے قید خانہ میں لائی گئیں۔ جیل کے سپرنٹنڈنٹ شیخ حسین بخش ہوشیار پوری اور ڈاکٹر میڈو رام سے عزیز کے دوستانہ مراسم تھے ۔ آپ ان سے ملنے جیل گئے تو وہاں گانمن خاتون سے بھی ملاقات ہوئی جو جیل میں بھی نماز اور روزے کی پا بند تھیں ۔ انھوں نے عزیز سے اپنی رہائی کے لیے کوئی تعویذ یا وظیفہ طلب کیا۔ آپ نے تعویذ دیا اور رہائی کے لیے ایک وظیفہ بتایا جو چالیس (۴۰) دن پڑھنا تھا ۔ ابھی وظیفہ شروع کیے گیارہ دن ہوئے تھے کہ نواب صاحب جیل کے معائنہ کے لیے آئے۔ میانمن خاتون وظیفہ میں مشغول تھیں چنانچہ نواب صاحب کی جانب آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا اور نہ ہی تعظیم کے لیے کھڑی ہوئیں۔ شیخ عظیم نے ٹو کا تو انھوں نے جواب دیا کہ میرے سامنے دو جہان کے بادشاہ کی کتاب کھلی ہوئی ہے، کیا میں اسے چھوڑا گر اس بادشاہ کی تعظیم کروں ؟ ۔ نواب صاحب اس بات سے متاثر ہوئے اور جیل میں ہی انھیں نکاح کا پیغام بھیجا اور یوں چالیس روز سے قبل ہی وہ ریاست کی ملکہ بن گئیں ۔ گانمن خاتون نے اس واقعہ کو عزیز کے بتائے وظیفہ کا نتیجہ جانا اور ریاست میں ان کے لیے مراعات کا خصوصی اہتمام کیا (منظور حسین ، تمبر ، ص :۲۰) ۔ نواب صاحب کی سال گرہ عیدین اور آغاز رمضان پر ان کے لیے الگ الگ انعامات مقرر کروائے ۔ عزیز کو سالانہ و خلیفے اور دیگر مراعات کے علاو ہ ۱۸۵۶ء میں چار سو روپیہ سفر خرچ دے کر مناسک حج کی ادائیگی کے لیے بھیجا گیا۔ اس مقصد کے لیے پانچ ماہ کی رعایتی رخصت اور پیشگی تنخوا بھی دی گئی (عزیز ، ۱۹۰۰ ء ص : ۱۵۰) ۔ عزیز فارسی، عربی اور اردو میں شعر کہا کرتے تھے ۔۔ ریاست کے نامور شاعر اور تاجر عبد الرحمان آزاد (۱۸۶۸ ۔ ۱۹۳۸ء) نے اپنی رہائش گاہ پر ہفتہ وار مشاعرے کا سلسلہ شروع کیا، جس میں عزیز بحر توپ خانہ مینشی فیض بخش ہمشیر مال مولانا عبد المالک صادقی، اور دیگر شعرا کے ساتھ شامل ہوا کرتے تھے (حفیظ ، ص: ۴۳) ۔ عزیز کی تمام تصانیف غیر مطبوعہ ہیں:

دیوان : ۱۸۹۰ء میں مکمل ہوا۔ زیادہ تر صوفیانہ کلام ہے۔ اور نعتیہ اشعار ہیں ۔ان کے صاحبزادے کیپٹن منظور حسن (۱۸۹۷-۱۹۷۳ء) کے مطابق یہ دیوان ۲۰۰ صفحات سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور صرف ردیف ک یک موجود ہے ۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے باقی حصہ تلف ہو چکا ہے ۔

۲ ۔ تین منظوم رسالے مرجیع بند:

ا ۔ ان تامر میدان پیر شماریم : ما عزیزان چشم بیماریم ۳: ما عزیزان روی دلداری

پہلا ترجیع بند نواب صاحب کے مرشد کے پاس خاطر سے لکھا اور ہمہ اوست کے عقیدے کا مظہر ہے۔ ما عزیزان چشم بیماریم ۱۴۸۰ شعار کا ترجیع بند ہے اور ہر بند کا آخری شعر یہ ہے:

که بجان اسیر طره دوست حر چه آید ز دست یار نکوست

"ما عزیزان روی دلداریم" کے ہر بند کا آخری شعر یہ ہے:

کہ بگوش یقین شنو ای دوست   ہر چہ پیدا بدان کہ ہمہ زوست

۳۔ مسدس نعتیہ بہ تضمین سعدی شیرازی یہ مسدس ایک سوا ایک اشعار پر مشتمل ہے ۔ اور اس کا ہر بند سلاست کلام اور روانی کا مظہر ہے ۔

۴۔ "باز نامہ" کا اردو ترجمہ

۵۔ "سفر نامہ حج "

یہاں ان کے دیوان سے ایک غزل بطور نمونہ درج کی جاتی ہے :

چشم من بی روی تو ہر شب گہر ریزی کند دود آہ آتشینم شعلہ انگیزی کند
در خیال زلف مشکینت دل شیدای من تا سحر در خواندن والیل شب خیزی کند
بی وفایی بین زند فرہاد چون تیشہ بسر از غمش بگذشت شیرین جشن پرویزی کند
جوش وحشت حیف در یک جا قرارش کی دہد چونکہ دل کی را شہسوار شوق مہمیزی کند
تلخ کامان الم را کام جان شیرین شود در سخن لعل لبش چون شکر آمیزی کند
صد ہزاران دل رباید پیچ و تاب زلف او چونکہ بر رخسار زیبایش دلآویزی کند
ای غزل از شوخی فکرت چہ گفتی ای عزیز مرحبا صدر بار از دل روح تبریزی کند
(منظورحسن، جنوری 1963 ء،ص:24)

اس دیوان میں وہ غزلیں شامل نہیں ہیں جو گاہے گاہے صادق الا خبار میں 1980 ء سے 1900 ء تک مولانا غلا م قادر گرامی جالندھری (1927-1886ء) کی طرحوں پر لکھی گئیں ۔ ان دونوں کی غزلیں اس اخبار میں ساتھ ساتھ شائع ہوا کرتی تھیں ۔ گرامی کی ایک غزل ہفت روزہ"وکیل" ، امر تسر (ہندوستان) میں شائع ہوئی جس کا مطلع تھا:

دود آہم حلقہ بر زد آسمان نامیدمش سینہ ام شد منزل غم ہا جہان نامید مش
(گرامی، غلام قادر، ص :27)

عزیز نے اسی زمین میں ایک غزل کہی ، جو صادق الاخبار میں شائع ہوئی:

کج کلاہی را چو دیدم شہ جہان نامیدمش برد شوخی دل ز دستم دلستان نامیدمش
سبز شد خامہ بدستم چون خط سبز ش نوشت از صر یش طوطئی شیرین زبان نامیدمش
یک نظر سیر لب لعلش بہ خوابم دست داد شوخی گلگونہ را لعل یمان نامیدمش
رکشت در کشت دل من زردئ ہجران فلک من زردئ خندہ کِشت زعفران نامیدمش
دلستان من بہ ترغیب رقیب کینہ توز داد دشنامم بہ شوخی ارمغان نامیدمش
بسکہ از بت خانہ ہای عشق رنگین شد دلم کاغذ ابری چہ باشد زر فشان نامیدمش
طالب مولای خود شو دین و دنیا را گذار ہر چہ می فہمند مردم این و آن نامیدمش
از پی دادن زکٰوۃ حسن دلکش نامیدش از تغافل شد روان گنج روان نامیدمش
از ستم چرخ ستمگر تیر خوردم سر برسر خون چکید از چہرہ دل ارغوان نامیدمش
شعلہ آہم ہمچو بر شد سوخت ہجر و وصل را دل سمندر روشن شد اخر ستان نامیدمش
طرح نو دیدم گرامی ریخت از نوک قلم در فصاحت شاعر شیرین بیان نامیدمش
خاک پای چار یاران محمد شو عزیز این عقیدہ را نجات جاودان نامیدمش
(صادق الاخبار، ۲۱ نومبر، ۱۸۸۹ ص: ۴)

خطاطی و خوش نویسی ، ان کا ایک بڑا وصف تھا، جس کی بنا پر نواب صاحب کی طرف سے انھیں یا قوت رقم “ کا خطاب دیا گیا۔ ریاست بہاول پور کی تمام بڑی مساجد میں قرآنی آیات اور نقاشی کے نادر نمونے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیے (عزیز، نومبر ۱۹۴۴ء میں : ۱۷) ۔ صادق گز جھیل کی جامع مسجد ، احمد پور کی جامع مسجد، بہاول پور کی مسجد دولت خانہ، اور ریاست کی اکثر دوسری مساجد میں ان کے ہاتھ کے لکھے قطعات بطور کتبر کندہ تھے ۔ دولت خانہ بہاول پور (تاسیس : ۷۸-۱۸۸۱ء) کی مسجد (۲) کے خطیب مقرر ہوئے اور یہاں خطاطی اور نقاشی کا ایک با قاعدہ شعبہ ان کی سر پرستی میں قائم ہوا۔ خواجہ فرید اپنی بہاول پور آمد کے موقع پر اسی مسجد میں اپنے معتقدین سے ملاقات کرتے تھے اور خصوصاً نما ز جمعہ کی امامت خود کروایا کرتے تھے (صادق الاخبار ۲۸۰ گئی ، ۱۸۸۵ء ص: ۷) اسی مسجد میں داخل ہوتے ہی سامنے پیشانی پر دائیں جانب چوب قلم سے، اور مسجد کے بڑے دروازے کے اندر کی جانب زرو زمین پر لاجوردی قلم سے فارسی اشعار عزیز کے ہاتھ سے خوش خط لکھے تھے۔ یہ تینوں کتبے خطاطی کے نادر نمونے تھے۔ معماران کے خاکے تیار کر کے پنجاب کی دوسری مسجدوں میں لے جاتے تھے (منظور حسن ، ستمبر ۱۹۶۲ء ص: ۱۷) ۔ اس دور میں بہاول پور میں جتنے بھی خوش نویس تھے، وہ ان کے شاگر د تھے یا شاگردوں کے شاگر د تھے۔ مثلا: نواب صادق محمد خان خامس (۱۹۲۴- ۱۹۶۶ء) کے عجائب خانہ سلطانی کے شاہی خطاط مولوی محمد ہاشم (۱۸۷۸ - ۱۹۴۳ء) خوش نویس دفتر وزیر اعظم ریاست - مولوی محمد کاظم (۱۸۸۹- ۱۹۸۱ء)؛ اور مولوی سراج احمد ٹوپیوں والے آپ کے عزیز شاگردوں میں ۔ میں سے تھے (میرانی بی (۹۴)۔ بڑے بڑے استادان فن آپ کے قلمی معجزات دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے (عزیز، نومبر۱۹۴۴ء ص: ۷ ۔ نوابان بہاول پور کے ذاتی کتب خانے - کتب خانہ سلطانی میں ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نمونے موجود تھے۔ مثلا: دیوان حافظ کا ایک نسخہ نہایت نفیس کا شمیری کاغذ پر سنہری جدولوں اور نقش و نگار جواہری سے لکھا ہوا ان کی کتابت کا اعلی ترین نمونہ تھا ۔ ہر صفحہ کے نقوش و نگار دوسرے صفحے سے مختلف تھے، بقول عزیز الرحمان عزیز، یہ ایک ایسا کمال ہے کہ بہت ہی کم ماہرین فن اس قدر عظیم سلسلہ نبھا سکیں گے۔ اس دیوان

کو عجا نبات خطی میں شمار کیا جاتا تھا ۔ ۱۹۱۰ ء کی پہلی نمائش منعقدہ لاہور میں ریاست کی جانب سے یہ نسخہ اور مولوی سراج الدین (وفات: ۱۳۱۰ھ) کے ہاتھ کا لکھا نسخہ (۴) بھی بھیجا گیا۔ اس زمانہ میں ایک امریکی سیاح نے ان دونوں نسخوں کے عوض کے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپے د یہ پیش کیا تھا، جو ریاست نے قبول : انہ کیا (منظور حسن ستمبر ۱۹۶۲ء ص : ۲۰)؛ قرآن مجید کا دو جلدوں پر پر مشتمل ایک نسخہ، جو دیوان حافظ کے مذکورہ بالا انداز میں بہترین عربی خط میں کتابت کردہ کتب خانہ سلطانی میں موجود تھا۔ ان دونوں نسخوں کو عجائبات خطاطی میں شمار کیا جاتا تھا۔ عزیز نے نواب صاحب کی فرمائش پر باز نامہ کا فارسی سے اردو ترجمہ کیا اور اسے اپنی طلاقی قلم کاری سے مزین کر کے انھیں پیش کیا : دیوان حضرت خواجہ غلام فرید کا زرفشان کاغذ پر کتابت کردہ ایک نسخہ، جو جواہرات اور نہایت خوب صورت طلاقی کام سے مزین تھا۔ اس نسخہ میں خواجہ فرید کی ڈھائی سو سے زیادہ کافیاں تھیں ۔ بقول عزیز الرحمان عزیز: نہایت صحت اور اصل جامع دیوان کی صحیح کے بعد کتب خانہ میں داخل کیا گیا تھا؛ اپنا سفر نامہ حج بھی لکھ کر نا ر کیا، جو شاہی کتب خانے میں ایک انمول اضافہ تھا (عزیز، نومبر ۱۹۴۰ ص: ۴۸) : لاہور کے مشہور خوش نویس امام ویردی کے نواب صاحب کو پیش کیے جانے ایک قطعہ کے جواب میں عزیز کے لکھے ہوئے چار قطعات بھی عجائب خانہ سلطانی میں محفوظ تھے، جن پر زرکاری عزیز نے کی اور نقاشی اور لاجورد کا کام مولوی فیروز الدین ساکن کوٹ لدھانے کیا، جو دربار کے صحاف اور نقاش تھے ۔ دراصل امام ویروی نے ایک قطعہ لکھ کر نواب صاحب کی نذر کیا۔ شعر قطعہ یہ تھا:

نبشتہ بر در جنت بخط سبز و جلی — شفیع روز قیامت محمد ست و علی

نواب صاحب نے وہ قطعہ عزیز کو دکھایا جس کا مقصد دراصل انہیں مقابلے میں اکسانا تھا۔ عزیز نے بھی ا س کے جواب میں نہ صرف اوپر کے شعر کا ایک قطعہ مطلاًّ اور مذہب لکھ کر پیش کیا بلکہ مزید تین قطعات بھی تیار کر کے پیش کیے:

نبشتہ بر در جنت بخط نستعلیق — شفیع روزہ قیامت محمد و صدیق
نبشتہ بر در جنت بخط خوب از زر — شفیع روزہ قیامت محمد ست و عمر
نبشتہ بر در جنت بہ صنعت ریحان — شفیع روزہ قیامت محمد ست و عثمان
(قلعداری، احمد حسین ص: ۱۹۶)

عزیز کی تاریخ گوئی اور مادہ نویسی ایک طوالت طلب موضوع ہے کیا ہا ہے، لیکن یہاں ایک مختصر نمونہ پیش کیا جائے گا (۵) ۔ ریاست بہاول پور میں جشن و تقریبات کا سلسلہ اور اس موقع پر شعر و ادب کی سر پرستی تقریبا ہر نواب کے دور میں معمول رہا۔ ریاست کے فرمانرواؤں کی ولادت، سال گرد شادی، صاحب زادگان کے تولد ہو تراشی ، مختنے اور تحقیقی جیسی رسومات اور ان کی زندگی کے دیگر اہم مواقع کے علاوہ ریاست میں رونما ہونے والے اہم واقعات یا اہم تعمیرات کی تو اریخ کہنا معمول تھا۔ تاریخ گوئی میں ان کے کمال کا اندازہ ان قصائد سے ہو سکتا ہے جو وہ ہمیشہ درباروں : دربا رجا نشینی ، در با رسال گرد، در با رسید، اور دربار خصوصی تقریبات کے مواقع پر قصائد اور تاریخیں نظم کر کے سرکار میں پیش کرتے اور انعام سے مشرف ہوتے رہے ۔ صادق الاخبار کے ایڈیٹر ۔ حافظ عبد القدوس قدسی (دو را دارت : ۱۸۹۶-۱۸۷۹) نے نواب صاحب کی سال گرہ کے دربار منعقد ہ ۱۸۹۲ءبمقام نورگل کی را داد لکھی ہے ۔

> ۔"اس دریا رسے اگلے دن ایک اور دریا ردولت خانہ پر منعقد ہوا جو نہایت مختصر تھا۔ اس میں صدارت مآب وزیر نے شعرا میں سے چارھا جیوں کو منتخب کر کے باری باری حضور میں پیش کیا ۔ پھر مولوی محمد عبد المالک اہل کار محکمہ مال اور وحید دہر مولوی حاجی عزیز الدین ۔ خوش نویس سر کار عالی نے ایستادہ ہو کر اپنی شاعری بیان کی مولوی صاحب کے قصیدے کو ہم نے پڑھاتھا ۔ کمال کیا ہے۔ کل تمہیں ابیات ہیں ۔ سات ہزار چارسووس تا ریخیں طرح طرح سے نکال دی ہیں ۔ (صادق الاخبار، ۲۹ ستمبر ۱۸۹۲ ص ۶)

۱۳۱۰ ھ میں نواب صاحب کی سال گرہ کے موقع پر تہیں اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا۔ اس قصیدے کی صنعتیں شاعر کی زبان سے یوں بیان ہوتی ہیں:

> "قصیدہ مدحیہ سال گرہ حضرت ظل اللہ ، خلد اللہ ملکہ بصنعتیکہ از مصارع اولی ۱۸۹۲ عیسوی و از منقوطش ۱۳۱۰ ہ و از مصارع ثانیہ ۱۹۳۹ بکرمی و از حروف نقطہ دارش ۱۳۱۰ ہجری و از حروف مہملہ ھر دو مصرع اولی و اخری ۵۱۲۲۱ سال جلوس غفران پناہ جد امجد بادشاہ و نیز از مصارع اولی اگر حرف غیر منقوط ھر مصرع را بحروف مہملہ

هر یک مصرع جمع کرده شود ۱۱۲۳ سال ملک گیری جدا مجد ممدوح و از مصارع ثانیه حروف غیر منقوطحروف وف مهم مهمله هری یک مصرع یک جا کرده آید ۱۳۷۸ سال تولد حضرت صبح صادق هویدا می شود.

اس کی تشریح یوں کی جاسکتی ہے کہ مطلع کے پہلے مصرعے کے نقطہ دار الفاظ کے اعداد جمع کریں تو ان کا مجموعہ ۳۱ ہوگا۔ اور دونوں مصرعوں کے بے نقط حروف جمع کریں تو ان کے اعداد ۱۲۲ ہوں گے۔ اوراگر ہر پہلے مصرع کے حروف غیر منقوط کو کسی بھی شعر کے پہلے مصرع کے غیر منقوط حروف کے اعداد میں جمع کریں تو سال ۱۲۷۸ ظاہر ہوگا، جو مدروح کا سال پیدائش تھا ۔ اسی صبح سے باقی اشعار سے استخراج سال ہوتا ہے۔ تاہم اس چھوٹی کی تصدیق کے لیے حساب جمیل کے مطابق ہر مصرع سے تخریج شرط ہے:

خامئہ ما دُر فشاند نقد وہم و فکر ہا　　گر نویسد مدح سلطان معظم شاہ ما
نا م او صداق محمد خان و عالی مقتدر　　عالم دین و امل دشمن کش و کشور کشا
بلبل باغ و بہار شاہ عباس العلم　　غنچئہ گلزار ہارون ، ماہ لقا ، مامون نوا
ثانی اسکندر و دارا نشان و ماہ شکوہ　　خسرو ملک سیاست شام امم والا لوا
مدح جمجاہ شد خوشا فکر عزیز آمال عام　　جو ہر سمط صدا شد در جوابش حبذا

(منظور حسن ۱۹۷۲ء مس : ۱۶۴-۱۶۵)

ایک سوای اشعار پرمشتمل مثنوی صادق، تحریر کی جو نواب صاحب کے ایک دینی جلسہ قائم کرنے پر نذرکی گئی، جس کے ہر مصرعہ سے بہ حساب جمل من ۱۳۱۳ د نکلتا ہے، جو سال جلوس ہے۔ مثنوی میں حمد نعت منقبت صحابہ کے بعد مدح نواب ہے۔ یہ مثنوی فصاحت و بلاغت اور روانی کلام کا ایک عمدہ نمونہ ہے، جو ۱۸۹۵ء میں شاہی کتب خانے کی زینت بنی ۔ اس دھوئی کی تصدیق کے لیے بھی حساب جمل کے مطابق ہر مصرع سے تخریج شرط ہے۔

باسم صادق بخشذہ جان زر لوح فضل دادہ نو ر ایمان
بنام صادق بخشذہ دین نصیری کافہ آشفتہ آیین
تعال اللہ زہی والی دستار نمایندہ بدل برہان گل از خار
زیادہ نقش بلبل رنگ بستہ بصد حسنی ببرگ گل نشستہ

(رانجھا، محمد نذیر ، ص : ۴۰۸ – ۴۰۹)

۱۸۹۰ء میں انھوں نے ۱۴۳ شعار پر مشتمل ایک قصیدہ خط گلزار میں لکھ کر نواب صاحب کی نذر کیا۔ اس قصیدے میں بقول شاعر صنعت یہ ہے کہ اس کےپہلے مصرع سے ۱۳۰۸ اور دوسرے مصرع سے ۱۸۹۰ء بر آمد ہوتا ہے۔ چند اشعار:

چون شدم بیدار از خواب الم　　در زمان ہر گز ندیدم درد و غم
ہر کسی را دیدم از عیش و نشاط　　می سراید نغمہ ہا در زیر و بم
بوستان دیدم ز شادی بارور　　ہر درخت از میوہ شد بہم

(رانجھا، محمد نذیر، ص: ۴۰۹)

۱۳۱۲ء میں عزیز نے اپنی مربیہ گانمن خاتون کی وفات پر لوح مزار کے لیے قطعہ کہا:

عیزا ! سال ترحیلش رقم کن " نبی المجتبیٰ بادا　　شفیعش " (1312ء)

اسی سال ، چند ماہ بعد نواب صاحب بھی وفات پاگئے عزیز نے ایک سوایک اشعار کا مرثیہ لکھا ۔ چند اشعار:

سال پیدا لیش برآمد از "چراغ کامیاب " (1278 ء)
"والا" و" ابدال " و "پاک آواز" شد عمر روان (1312ء)
گر ز من پرسی سن حیل او ای خواجہ تاش
"درد" با "دل ، دل " بہ "غم" مجموع شد تاریخ آن (1312ء)
مصرع موزون ترحیلش عزیز الدین گفت
" کرد رحلت زین جہان آن عمدہ نواب زمان" (1312ء)
(عمت درانی ، ص 137) ۔

نواب صاحب کے ہاں ۱۲۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ایک فرزند ۔ محمد مبارک خان معروف بہ نواب بہاول خان خامس (۱۸۸۳-۱۹۰۷ء) کی ولادت ہوئی
(عزیز ، ۱۹۳۹ ص: ۷) ۔ اس موقع پر عزیز نے قطعہ تاریخ ولادت کہا:

با مداد آلہ نسیم فضل الہ — مثردہ آورد آمد محبوب
وہ چہ این مثردہ کہ بنمود است — در دلم نقش خورمی مکتوب
آمدہ در مجلس سرای رفیع — والئی ملک با کرم منسوب
نیک فرزند چو مہ تابان — خوش لقا ہمچو یوسف یعقوب
یا رب این نونہال عباسی — با د دایم شگفتہ و مر طوب
سال تاریخ از سر بلبل — فی البدیہہ آمد " گل مرغوب" 1300ھ
(صادق الا خبار، 130 اکتوبر 1883 ء ، ص : 4)

صنعت زبرو بینات ، تاریخ گوئی کی مشکل صنعت سمجھی جاتی ہے ۔ نواب محمد بہاول خان خامس نے 3 مئی 1901 ء کو انٹرنس کا امتحان پاس کیا تو عزیز نے 48 اشعار کی ایک تاریخ مثنوعی اسی صنعت میں لکھی ۔ مصرعہ آخر سے زبرو بینات کے اعداد جمع کرنے سے سال 1319 ھ نکلتا ہے ۔ اسی تقریب کی مناسبت سے 23 اشعار پر مشتمل ایک اور قصیدہ لکھا گیا ۔ چند اشعار :

صبحدم کز جانب مشرق برآمد آفتاب — ہمچو بخت بادشاہ بیدار شد چشمم زر خواب
بہر سالش بر گرفتم خامئہ زرین نگار — گفت طبعم ای عزیز دین احمد گو شتاب
مصرع بر جستہ تر گفتم چو در شاہوار — "عمدہ نواب جہان در امتحان شد کامیاب "
(1319ء)
(منظور حسن ، جنوری 1963 ءص : 22)

1901 ء مین نواب بہاول خان خامس نے ریاست کا دورہ کیا ۔ اس دورے کی تفصیل پر مشتمل ایک مثنوعی صنعت زبروبینات میں لکھی ۔ چند اشعار :

شبی صاحب حشم فخر بریا — ز خیر مقدمش شادان رعایا
سیاحت کرد در ملک ریاست — بہ ہمت با فراست بادرام ست
گرفتم خامئہ زرین نگاری — برای سال سیر شہر یاری
عزیزا گو کہ بر ہر کس سمات اس — بآ ئین زبر ہم بینات است
مسیحا شد بہ سال خود صلا دہ — "ز سبحان الذی اسریٰ بعبدہ " (1901ء)
(منظور حسن ، 1972 ء ، ص : 172)

اسی صنعت زبرو بینات میں ایک قطعہ ریاست کے وزیر ۔ میر ابراہیم علی خان (بار اول : 1853-1892ء باردوم : 1892-1898ء) کے ہاں فرزند کے تولد پر کہا:

بمشکوی دستور اعظم کدا — عطا کرد فرزند فرخ سیر
چہ گویم پسر غازہ روی خدا — دُر گوش دل ت وتیاے بصر
پسر نور دل پسر نور جان — پسر نامدارو پسر نامور
پسر چار مین ست چون ماہ نو — پی حاسدان کار شد در جگر
خدایا بکن عمر آن رشک مہ — کہ تا بر فلک دور شمس و قمر
گرفتم پی سال او چون قلم — چہ گفتا بگوشم سروش فکر (2)
بطرز زبر بینات ای عزیز — بو " زہ زہ آن نور چشم پدر " (1307ء)
(صادق الاخبار ، 7 اکتوبر ، 1889 ئ ، ص ؛ 4) ۔

ریاست کے ایک عہدے دار ، عبدالرحمان کے ہاں فرزند کے تولد کی خبر علی الصبح ملی توار تجالا فرمایا:

غنچئہ مثردہ صبح دم بدمید (1318ھ)

عزیز نے اپنے بیٹے منور حسن (1314ھ) اور پوتوں : سلیم اختر (1341ھ) اور سعید اختر (1345ھ) کی ولادت پر ان کے تاریخی نام رکھے (عبداللہ قریشی ، محمد ، ص : 555)۔ شیخ محمد نصیر الدین (عہد وزارت: 1790-

1920ء) ، اکسٹر اسٹنٹ کمشنر ، ضلع جھنگ ، ریاست بہاول پور کے مدار المہام مقرر ہوئے ۔ عزیز نے بطور تہنیت ایک سو بیس (120) اشعار پر مشتمل ایک تاریخی مثنوی لکھی جس کے ہر مصرع سے سال تقرر ظاہر ہوتا ہے۔ 19 جون 1980ء کو شیخ نصرالدین عزیزسے ملنے ان کے گھر آئے تو ایک طوی قطعہ تاریخ کہا ۔ چند اشعار:

از عنایات کدا وند کریم   در ریاست شد وزیر بی نظیر
نام آن والا نسب عالی تبار   شد نصیر الدین امیر ابن الامیر
در صلاح کار امر مملکت   اندر ین عالم نمی دارد نظیر
گو عزیزا سال او زین مصرعہ   "شد نصیر الدین وزیر ابن ال میر " (1308ھ)
(منظور حسن ، 1972 ءص: 122)

نواب صاحب کے دور میں تعمیر ہونے والی تمام بڑی مساجد کی تاریخ بھی عزیز نے نکالی ۔ صادق گڑھ محل کی جامع مسجد میں عزیز کی فکر اور خطاطی کے نمونے آج تک کندہ ہیں ، جن سے تاریخ آغاز و اختتام تعمیر کا علم ہوتا ہے ۔ بہاول پور میں حافظ محمد بخش کی مشہور مسجد کی بنیاد 1305 ھ میں رکھی گئی ۔ لیکن 1312 ھ میں اسے وسیع کر کے از سر نو تعمیر کیا گیا ۔ ان دونوں مواقع کے قطعات تاریخ :

بنا کرد حافظ چہ مسجد عجیب   پی طاقت قادر ذوالجلال
چو پرسیدم از عقل تاریخ او   بگفتا "خہی مسجد بی مثال " (1305ھ)
در بہشت برین محمد بخش   جاری دل کش بخویش کرد بنا
از پی سال او موذن دل   بانگ زد "خانہ خدای ما " (1312ھ)
(منظور حسن ، جنوری 1923ء ، ص 22)

گوجرانوالہ میں پہلی جامعہ مسجد 1301 ھ مین ایک تاجر شیخ نبی بخش نے تیار کروائی ۔ شیخ نبی بخش کے بھائی شیخ صاحب دین نگران تعمیر تھے۔ عزیز نے مولانا سراج الدین کی فرمائش پر فی البد یہہ قطعہ تاریخ کہا جو مسجد کے اندرونی دروازے پر ثبت ہوا:

بسی شیخ صاحب دین نبی بخش   زہی مسجد بنا گردید خوش تر
پی ارباب دین جاے عبادت   براے خود بہشتی ساخت برتر
امامش شد سراج الدین احمد   فقیہہ و عابد و فاضل خرد ور
عزیز از بہر تاربخش رقم زد   "چہ فرخ جامعی اللہ اکبر"(1301ھ)
(منظور حسن ، اکتوبر، نومبر 1926 ئ، ص :27)

اس مسجد کا دروازہ چودہ (14)سال کے بعد تعمیر ہوا۔ دروازے کی پیشانی کے لیے یہ قطعہ تاریخ ارتجالاََ کہا:

چو مسجد حلیہ اتمام پوشیده   برای سال کردم فکر رنگین
بخوابم سید لولاک فرمود   حدیث من نگار از کلک مشکین
نوشتم حسب موقع ، ھسب ارشاد   حدیث پر معافی پر مضامین
دعا گویم برای بائی او   نبی بخش طفیل سوره یٰسین
اللھم افتح لی ابواب رحمتک (۵۱۳۱۵)
منظور حسن ۱۹۷۲ء ، ص : ۱۶۹)

نواب صادق محمد خان ثانی (۱۸۰۹ - ۱۸۲۵ء) کے درباری مورخ - مولوی محمد اعظم بہاول پوری (۱۷۶۹ - ۱۸۶۷ء) کی کتاب حلیۃ النبی کو عزیزنے کتابت کیا۔ یہ کتاب مطبع صادق الانوار سے ۱۸ اگست ۱۸۷۹ء کو دوسری مرتبہ طبع ہوئی ۔ اس موقع پر عزیز کا قطعہ تاریخ:

چون بہ وقت احسن و ساعت سعید   یافت زیب انطباع طبع قبول
سال تاریخ از سرِ صحت رسید   "واہ مکرر طبع شد حلیئہ رسول"(1292ھ)
(7)
(اعظم ، ص :32)

عزیز کی وساطت سے مولانا خلیل احمد سہارن پوری (۱۸۵۲ - ۱۹۲۷ء)) اور مولانا عبد المالک صادقی (۱۸۵۵-۱۹۴۱ء) ریاست بہاول پور تشریف لائے۔ مولانا خلیل احمد بہاول پور کے مدرسہ عربیہ کی صدر مدرسی پر لائے

اور ۱۲ سال تک یہاں مقیم رہے۔ ان کے ہم اعتقاد اور ہم مسلک تھے۔ علمائے دیو بند کے مسلک کے ساری عمر حامی رہے۔ انھوں نے ہی ردو بدعات میں مولانا سے ایک کتاب ہدایات الرشید الی اقوام العنید لکھوائی، جو رئیس شہر غلام مرتضی شاہ کی مالی اعانت سے ۱۳۰۶ھ میں، بہ اہتمام حافظ محمد عبد القدوس ، مطبع قدسی ، دہلی سے شائع ہوئی ۔ اس موقع پر عزیز نے درج ذیل قطعہ لکھا، جس کے ہر مصرعہ سے چارا الگ الگ سن ظاہر ہوتے ہیں:

بفضل الله کاین نسخه کام جان (۱۸۸۹ عیسوی) شده تم بالخیر بي طعن ریب (۱۹۴۵ بکرمی)
ز ہر چار مصرعه سنش بین جدا (۱۲۹۶ فصلی) رہی طبع شد نسخه بی نیل عیب (۱۳۰۶ ھجری)
(خلیل احمد ص: ۸۸۵)

اس کتاب پر عزیز نے تین صفحات پر مشتمل فارسی تقریظ بھی لکھی ، جو کتاب کے آغاز میں بطور دیباچہ شائع ہوئی۔ تقریظ کے ہر فقرے سے ۱۳۰۶ نکلتا ہے۔ اس دعوی کی تصدیق کے لیے بھی ہر مصرع سے حساب جمل کے مطابق تخریج لازم ہے۔ چند سطور بطور نمونہ:

حبها که این کتاب کمال بافضل قادر بیهمال و بعنایت عامه سید الانام و صاحب الحسام و القلم و بعزت چهار یار و آل
مجاد اهل جود و کرم چه کتابیکه هر حرفش مودب و چه کلاسیکه معانی او مفصل و مهذب پر از مدح و خوبی چهار
یار دو توصیف آل مبارک و اطهار زیب ده مجلس عالمان ذوی العقول و تیرگی افزای دل کافه حاسدان نا معقول باطل
ساز یکسر مذهب ناحق الحق مشاهده قدرت حق تیر ادب بجگر دشمنان بی ادب گلزار معانی اهل مذاق کلید خیالات
عقل مبسوط از ثقات نقل روایات او مسند از کتب امامیه چهار زیب ده انجمن مقلدان مذهب حنفیه جهان آرا نسخه رنگین نکته نادر و شیرین منشور سخن رفع بد ظن سبحان الله چه کلامیست بی بدل که از دید و شنید بعید و نام نامی آن کلام هدایات الرشید از تالیف منیف عالم صحیفه ربانی امام ائمه و حافظ کلام یزدانی رکن و حامی دین خدا و رسول راست گو عالم معقول و منقول . وحید الدهر شریعت پناه مستند و طریقت آگاه قاری بادب و حاجی حرمین شریفین حسب ارشاد و امداد جناب معلی القاب قدسی نژاد والانهاد وز سعی بی حد عبد القدوس رونق یافته حلیه اتمام پوشیده پسند دل دانا گردید. در دیده احباب یقین سرمه نور کشید. التماس بجناب والا طبعان ستوده آئین بصد عجز و به هزار نیاز از نیاز مند عقیدت گزین که باین چنین سیاق طرز کلام بی محاوره می شود (خلیل احمد ، ص : ۸۸۳-۸۸۴)

مولوی غلام غوث غلامی آپ کے دوست اور رفیق تھے۔ ان کی کتاب فیروز نامہ ۱۳۰۵ھ میں مطبع محمدی ، لاہور سے طبع ہوئی۔ عزیز نےعمدہ تقاریظ ، قطعات اور قطعات تاریخ طباعت لکھے۔ مثلاً :

چو این نظم غلامی چون نظامی بصد خوبی چکید از نوک خامہ
پی تاریخ طبعش اتف غیب بگوشم گفت "خوش فیروز نامہ " (1305ھ)
قصہ فیروز شہ شاہ زمان گشت از کلک غلامی نامور
گفت بطعم سال بطعش ای عزیز "واقعی فیروز نامہ عمدہ تر " (1305ھ)
(غلامی ، غلام غوث ، ص : ۱۳۴)

مولوی سراج الدین، جو عزیز کے پھو پھی زاد بھائی اور گوجرانوالہ کے جامع مسجد شیرانوالہ باغ کے متولی اور خطیب اور خط نسخ کے ماہر استاد تھے (خورشیدعالم گو ہر قلم ص: ۲۷۱) کی وفات پر قطعہ تاریخ لکھا (۸)۔ اس قطعہ کی صنعتیں بزبان شد شاعر یوں بیان ہوئی ہیں:

بصنعتیکه از هر مصرعه تاریخ ۱۳۱۰ هجری و از منقوط و غیر منقوط هر بیت جدا جدا تاریخ و با انضمام منقوط مصرعه اولی با منقوط مصرعه ثانی خواه ثالث خواه رابع خواه هر مصرعه که باشد علیحده تاریخ است و اگر غیر منقوط را با غیر منقوط به همین طریق باهر مصرعه که خواهی ضم کنی و نیز منقوط را با غیر منقوط و خواه غیر منقوط را با منقوط از هر کدام مصرعه بهم نمائی در هر صورت سنه مذکور جداگانه بر می آید و بروی حساب جمل باین طریق ازین اشعار دو هزار پانصد و پنجاه و شش تا ریخ هویدا می شود.

یعنی ایسی صنعت کا استعمال کیا ہے کہ اس کے ہر مصرعہ سے ۱۳۱۰ کی تاریخ نکلتی ہے۔ اور ہر شعر کے نقطہ دار اور بے نقط الفاظ سے الگ الگ تاریخ نکلتی ہے۔ مصرعہ اول کے نقطہ دار الفاظ کو مصرعہ ثانی ، یا مصرعہ ثالث یا چوتھے مصرعے یا کسی بھی مصرعہ سے علیحدہ سے تاریخ نکلتی ہے۔ اور اگر بے نقط الفاظ کو ساتھ ضم کیا جا ۔ جائے اور نقطہ دار کو بے نقط یا بے نقط کو نقطہ دار سے ملائے تو جس مصرعہ کو بھی یکجا کرے، ہر طرح سے درج بالا سن الگ سے نکلے نقطہ دار کے ساتھ گا۔ اور حساب جمل کی رو سے اس طرح کے اشعار سے دو ہزار پانچ سو چھپن تاریخ برامد ہو گی۔

وہ جناب مولوی عارف گہر قدسی نشان واقف درگاہ و نامش بُد سراج الدین عیان
چشمئہ شرع محبت مامن صاحب حِکم   نامئہ درس اصالت نور اقطاب جہان
کاتب جوہر رقم منقاد احکام سداد   نصرت اہل و داد و قبلئہ ہر انس و جان
ہادی اقوام مسلم عارف روشن جبین   مصدر علم کمال و خواجہ صاحب دلان
جان خدارا داد در دم عابد والا محل   آہ شب درد و ملال و سوگ دل شد در جہان
باد در جنت مقام آن نکو کار و سگال   جسم او در لھد باشد ، رح ولا شاد مان
ای عزیزاز دل دعاے پر اثر با قوم گو   جسم او د لحد باشد ، روح والا شادمان
این قصید ہ گفتہ ام در دہر والا لاجواب   جان فدا سازند بر وجہ قیاسم شاعران
(صادق الاخبار ، 22 جون 1893 ء ، ص :5)۔

عزیز ، بدیع گوئی میں صنعت غیر منقوطہ کے بے مثل استاد تھے۔ تینتیس اشعار کا مرثیہ لکھا جس میں ایک حرف پر بھی نقطہ نہ آیا:

عالم کامل مکرم ہم امام   عام علم مکمل لا کلام
مہر اسلام محمد اسم او   در معما کردہ ام طرح کلام
کار او امداد مسلم سال دمہ   حاسد اسلام را او اصطلام
کلک او در دہرم آمد سحر کار   آمد م در مدح او لال و کہام
مردم ار علم و عمل ر ا گرد کرد   آمدہ در ہر دو سردار و ہمام
سال مرگ او حوالہ کلک کرد   "گور او مسرور در دارالسلام " (1310ھ)
(قلعداری ، احمد حسین ، ص : 198)

حضرت خواجہ غلام فرید (1845- 1901ء) کی وفات پر قطعہ تاریخ وصال لکھ کر نواب صاحب کو پیش کیا:

ہادی شاہ ما غلام فرید   شربت مرگ ناگہان نوشید
در غم و رنج آن ولی اللہ   ماتمی نیست محشریت پدید
"آہ و افسوس و حسرتا دردا"   در جہان ورد ہر زبان گردید
چون ننالند قدسیان بغمش؟   چون نگریند مشتری ناہید؟
گشت ماتم کدہ زمین و زمان   کسوت تعزیت فلک پوشیدہ
آن چراغ شریعت اسلام   آن سراج طریقت توحید
نصرت او را ز شہپر جبریل   حاصل او را ز قدسیان تایید
عاشق ذات ، عارف کامل   شاعر باکمال ، ادیب وحید
فیضش انبا ر تا کران بہ کران   جو دش از ہند تا عرب برسید
سال تاریخ این غم جانسوز   از عزیز حزین خرد پرسید
باغبان دلم ز رنج و الم   گفت "بلبل " ز "باغ فق" (1319ھ)(9)
(رانجھا م،محمد نذیر (ص413-414)

حضرت الہ بخش تو نسوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر لکھا گیا قطعہ:

چو الہ بخش معظم پیر ما   شد ازین فنا در خلد خفت
بست و نہ بُد از جمادی اولین   روز شنبہ جانش با حق گشت جفت
این چنین در سلک فقر بی ریا   آسمان از دست خود گوہر نسفت
سال ترحیلش بگوش من عزیز   "رحمت حق باد بر جانش " بگفت (1319ھ)
(منظور حسن ، جنوری ، ص : ۲۱)

منظور حسن کے مطابق عزیز ۳ دسمبر ۱۹۰۵ء کو جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے او را دو وظائف سے فارغ ہو کر گھر آئے تو ذات الجنب کا حملہ ہوا اور دسمبر ۱۹۰۵ ء کو وقت ظہر دو بجے انت و بجے انتقال کر گئے (منظور حسن ستمبر ۱۹۶۲ء ص (۲۲) محمد حسن خان میرانی نے بھی ان کی تاریخ وفات ۵ دسمبر ہی لکھی ہے) میرانی : ۹۳) لیکن صادق الاخبار کی خبر کے مطابق آپ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۵ء ۱۲ بجے دن کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے (صادق الاخبار ہم جنوری ۱۹۰۶ء ، ص ۳۰) عزیز الرحمان عزیز نے بھی ان کی تاریخ وفات ۲ ذیقعد ۱۳۲۳ھ/ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۵ء لکھی ہے (عزیز، نومبر ۱۹۴۴ء ہیں : ۷) ۔ عزیز بہاول پور کے قبرستان ملوک شاہ میں دفن ہیں۔ ریاست اور بیرون ریاست میں موجود ان کے احباب اور شاگردوں نے کئی قطعات تاریخ کہے جن کا انتخاب حیات عزیز، از کمپین منظور حسن میں موجود ہے۔ عزیز کے فرزند کیسپین منظور حسن (۱۰) بھی گوجرانوالہ کے نامور شاعر اور ادیب تھے۔ انھوں نے اپنے والد کی اس علمی روایت کو جاری رکھا ۔ان کی کتاب فن تاریخ گوئی ۱۹۷۲ء میں گلوب پبلشرز، لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ عزیز کے پوتے اور منظور حسن کے بیٹے۔ راجہ سلیم اختر ، ذوالفقار علی بھٹو کے دو ر وزارت عظمی (۱۹۷۳-۱۹۷۷ء) میں بہاول پور کے کمشنرتھے، جن کے صاحبزادے وسیم حسن راجہ اور رمیز حسن راجہ مشہور کر کٹر رہے ہیں (میرانی ہیں (۹۳)۔

حوالہ جات

1۔ بہاول پور میں مولوی عزیز الدین نامی دو شاعر گذرے ہیں، جنھیں عموماً آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے ۔ حتی کہ ان کے فرزند منظور حسن بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ دیکھیے منظور حسن، فن تاریخ گوئی، ص: ۲۱۳-۲۱۲) ۔ یہ دوسرے شاعر بمولوی عزیز الدین عزیز المعروف ساعت ساز (وفات: ۱۸۹۲ء) ہیں، جو بہاول پور کے بلند پایہ علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ گھڑی سازی ذریعہ معاش تھا۔ صاحب دیوان شاعر تھے ۔ قصیدہ بردہ کاتر جو نظم میں بزبان فارسی، اردو اور پنجابی میں بطور خمس نظم الورع نام سے کیا ، جوا ۱۳۰ ھ میں بمبئی کے مطبع حسینی سے شائع ہوا تھا ۔

مزید تفصیل کے لیے محمد حسن خان میرانی ، علما نے بھاول پور، اردو اکیڈمی ، ۱۹۹۷ء، بہاول پور۔

2۔یہ مسجد اب بھی بلوچ کالونی، بہاول پور میں موجود ہے۔

3۔یہ نسخہ مولوی عزیز الدین کی وساطت سے ریاست میں پہنچا تھا۔ نواب صاحب نے اس نسخہ پر ایک ہزار روپے کے طلائی اوراق حل کروا کر نقاشی اور زرنگاری کا کام کروایا تھا۔ دیکھیے: منظور حسن ، حیات عزیز (قسط اول) مشمول نورا التعلیم تمبر ۱۹۶۲ ص: ۲۰

4 ۔بہاول پور کے نوابان اور عمارات سے متعلق ان کے تمام قصائد و قطعات ایک الگ زیر تر تیب کتاب بھاول پور کا فارسی ادب، از عصمت درانی، میں شامل ہیں۔

۵ ۔جبکہ بہ منظور حسن نے یہ مصرعہ حیات عزیز " میں اس طرح لکھا ہے : " بگفتا بگوشم جناب خضر ۔ دیکھیے منظور حسن ، حیات عزیز، (قسط سوم) مشمولہ نورا التعلیم جنوری ۱۹۶۳ء ص: ۱۹

۲ ۔اس مصرعہ سے کل ۲۰۶ ۱ عدد بر آمد ہوتے ہیں۔ شاعر نے پہلے مصرعہ میں میر صحت “ یعنی حرف ص کے نوے (۹۰) عدد بھی شامل کرنے کو کہا ہے۔ اس سے ۲۹۶ بنتا ہے جو مطلو بتا ریخ ہے۔

7 ۔قصیدہ العجائب کے خاتمہ پر بھی شائع ہوا ہے، جو سراج الدین کے بڑے صاحبزادے۔ شمس العلما محمد حسین (وفات: ۱۹۲۲ء) کی مرتبہ ہے۔ آپ ایف سی کالج لاہور میں فارسی کے استاد تھے اور العجائب سمیت متعد د کتب تصنیف کیں۔ تفصیل کے لیے: احمد حسین قلعداری، تحریم ترین علمی و ادبی ماحول مشمولہ مجلہ مہک، ص: ۱۹۸

8۔ بلبل کے عدد ۶۴ بنتے ہیں اور باغ فقر کے ۱۸۸۳ ۔ شاعر کے اشارے کے مطابق بلبل کے عد دباغ فقر کے اعداد سے بھی کیے جائیں تو مطلوبہ مادہ حاصل ہوتا ہے : ۱۳۸۳ - ۶۴ - ۱۳۱۹ھ

9۔ کیپٹن منظور حسن کے متعلق مزید تفصیل کے لیے محمد اقبال جاوید محمد اکرم رضاء قرطاس و قلم کی آبرو ادبی شخصیات مشمولہ مہک جس ۶۴۳ - ۶۴۶، محمد عبد اللہ قریشی (سال) ندارد) کیسپین منظور حسن ، مشمولہ معاصرین - اقبال کی نظر میں ہیں : ۵۵۵-۵۶۰؛ کیسپین منظور حسن، فن تاریخ گوئی : ۸-۱۰۔

کتابیات

عظم بہاول پوری مولوی محمد (۱۸۷۹ء)، حلیۃ النسبی طبع دوم مطبع صادق الانوار، بہاول پور بحوالہ مشوی حلیۃ النبی (۲۰۱۵ء)، بسیج و مقدمہ ڈاکٹر غلام اکبر مجلس تحقیق و تالیف فارسی ، جی سی یونیورسٹی لاہور۔

حفیظ، حفیظ الرحمان (۱۹۴۵ء) حیات آزادہ عزیز المطابع برقی پریس، بہاول پور۔

خورشید عالم گوہر رقم (۲۰۰۵ء) ، مخزن خطاطی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

رانجھا محمد نذیر (۲۰۰۹ء) تذکرہ علمای اھل سنت و جماعت (پنجاب) جلد اول ، دارالکتاب، لاہور۔

سہارن پوری خلیل احمد (۱۳۰۶ ھـ) ھدایات الرشید الی اقوام العنید، مطبع قد وی، دہلی ۔

عزیز، عزیز الرحمان (۱۹۰۰ء) صبح صادق ، حالی پر لیس ، پانی پت ۔

عزیز ، عزیز الرحمن (۱۹۳۹ء)، حیات محمد بہاول خان خامس عباسی، عزیز المطابع ، بہاول پور۔

غلامی ، غلام غوث (۱۳۰۵ ھ) فیروز نامہ ، مطبع محمدی، لاہور۔

قریشی، محمد عبد اللہ (سال ندارد) معاصرین اقبال کی نظر میں نیشنل کمیٹی کہ اے صد سالہ تقریبات ولادت علامہ محمد اقبال مجلس ترقی ادب، لاہور۔

گرامی، غلام قادر (سال ندارد)، دیوان حرامی، بہ فرمائش شیخ مبارک علی تاجر کتب المدون لوہاری دروازہ، لاہور۔

منظور حسن، کیپٹن (۱۳۸۷ ھ) ، فمن تاریخ گوئی، گلوب پبلشرز، لاہور۔

میرانی، محمد حسن خان (۱۹۹۶ء) تذکرہ ملوک شاہ، اردو اکیڈمی ، بہاول پور۔

اختیارات و جرائد:

حادق الاخبار کے درج ذیل پرچے

۱۳۰ کتوبر ۱۸۸۳ء، ۲۸ مئی ۱۸۸۵ء ۷ اکتوبر ۱۸۸۹، ۲۱ نومبر ۱۸۸۹ء، ۲۱ نومبر ، ۱۸۸۹ء، ۲۲ جون ۴۱۸۹۳ جنوری ۱۹۰۶ء۔ معلمداری، احمد حسین (۱۹۸۴ ۱۹۸۴ء) تقدیم ترین علمی و ادبی ماحول مشمولہ مجلہ مہک، گوجرانوالہ نمبر، بمناسبت جشن سیمین، گورنمنٹ کالج گوجر انوالہ

عزیز، عزیز الرحمان (نومبر ۱۹۴۰ء)، نوادر کتب خانہ سلطانی ، مشمولہ العزیز، ماہنامہ عزیز المطابع برقی پریس، بہاول پور

عزیز ، عزیز الرحمان (نومبر ۱۹۴۴ء) ، مذکرۃ الشعرا مشمول العزیز، ایضاً.

محصمت درانی (جنوری تا جون ۲۰۱۸ء) نواب بہاول پور صادق محمد خان رابع اور ان کی مدح میں چند فارسی قصائد و قطعات ، مشمولہ معیار، شمارہ ۱۸، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد محمد اقبال جاوید، محمد اکرم رضا (۱۹۸۲ ۔ ۱۹۸۴ء) قرطاس و قلم کی آبرو ادبی شخصیات مشمول مجلہ مہک، گوجرانوالہ نمبر، بمناسبت جشن سیمین گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ۔

منظور حسن، کیپٹن (ستمبر ۱۹۶۲ء) حیات عزیز (قسط اول) مشمولہ نورا التعلیم ماہنامہ، گورنمنٹ ٹیچر زیر بینک انسٹی ٹیوٹ، گکھڑ۔ منظور حسن، کیپٹن (اکتوبر نومبر ۱۹۶۲ء) حیات عزیز (قسط دوم) مشموله نورا التعلیم، الیضا ۔

منظور حسن ، کیپٹن (جنوری ۱۹۶۳ء) حیات عزیز، (قسط سوم) مشمولہ نورا التعلیم، ایضا ۔